رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دار العلوم کراچی

عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاوی	فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر
حرمین شریفین میں با جماعت نماز کے دوران عورت اگر مردوں کے آگے پیچھے کھڑی ہو تو نماز کا کیا حکم ہے		في الدر المختار (ص ۵۷۲ ج ۱)			

(وإذا حاذته) ولو بعضو واحد، وخصه الزيلعي بالساق والكعب (امرأة) (مشتهاة) ولا حائل بينهما أقله قدر ذراع في غلظ أصبع أو فرجة تسع رجلا في صلاة مطلقة مشتركة تحريمة وأداء واتحدت الجهة فسدت صلاته إن نوى إمامتها وإلا فسدت صلاتها اهـ

وفي الشامية تحت (قوله أو فرجة تسع رجلا) .... قال في السراج: ولو قامت وسط الصف تفسد صلاة واحد عن يمينها وواحد عن يسارها وواحد خلفها بحذائها دون الباقين

والحاصل أن المراد من فساد صلاة من خلفها أن يكون محاذيا لها من خلفها: أي بأن يكون مسامتا لها غير منحرف عنها يمنة ويسرة قدر مقام الرجل لا مطلق كونه خلفها اهـ

ج ۔۔۔ اولاً تو عورتوں پر ضروری ہے کہ وہ ہجوم کے وقت طواف نہ کریں اور اگر طواف کریں بھی تو مطاف کے کنارے کنارے پر مردوں سے بچتے ہوئے طواف کریں، لیکن اگر اس کے باوجود عورتیں مردوں میں گھس جائیں جسکی وجہ سے مردوں کا جسم ان سے لگے تو اس سے بذات خود طواف میں خلل نہیں آتا طواف ہو جائیگا۔ (ماخذہ زبدۃ المناسک ص ۱۲۸)

ا، ب، ج ۔۔۔ سوال پوری طرح واضح نہیں ہیں، وضاحت کے ساتھ دوبارہ لکھیں اس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ جواب لکھا جائیگا۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۲۱-۴-۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الرؤف سکھروی
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۲۵-۴-۱۴۱۹ھ

عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاوی	فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر
۲۲/۸/۹۸ء		استفتاء		۱/۵/۱۹ھ — ۲۴/۸/۹۸ء	۸۶/۳۴۲
			مولانا مفتی وجیہ … مظاہر العلوم		

مکرمنا ومحترمنا گرامی قدر حضرت مفتی صاحب ۔ مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم لطیف آباد

دامت برکاتہم العالیہ — از بندہ وجیہ احمد حیدرآباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے خیریت سے ہونگے، بندہ دعاگو ودعاجو ہے۔

عرض یہ ہے کہ ایک مسئلہ میں کچھ اشکال ہے اور مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے، امید ہے کہ شفقت فرماتے ہوئے اس کو حل فرمائیں گے اور اپنی رائے سے مشرف فرمائیں گے

مسئلہ ۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بحالت غصہ یہ الفاظ کہے میں نے تمہیں آزاد کیا۔ آزاد کیا، آزاد کیا، تین مرتبہ ۔ امداد الاحکام میں اور غالباً امداد الفتاوی میں بھی اسکو طلاق صریح شمار کیا ہے۔ گویا کہ طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے ۔ اس کے برعکس فتاوی دار العلوم دیوبند میں

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

(جدید) میں مفتی عزیز الرحمن صاحب « تم مجھ سے آزاد ہو » (تین مرتبہ) کے متعلق فرماتے ہیں
"اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک طلاق بائنہ اس شخص کی زوجہ پر واقع ہوئی۔ جیسا کہ در مختار میں ہے انتِ حرۃ
تو آزاد ہے۔ کنایات کی اسی قسم میں سے ہے کہ جس میں بحالت غصہ بلا نیت کے طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔
اسکے بعد جو الفاظ کنایہ شوہر نے کہے ان سے بحکم لا یلحق البائن البائن جدید طلاق واقع نہ ہوگی"

ایک اور سوال کے جواب میں جس میں " آزاد کر دیا " کا جملہ ہے تحریر فرماتے ہیں " اور آزاد کرنے کا لفظ چونکہ صریح طلاق کا نہیں ہے ... 218/94

امداد الاحکام میں اس جملہ کو رہا کردم کے معنی میں لیکر سرحت کا ترجمہ قرار دیا ہے، اور سرحت کو غلبہ استعمال فی الطلاق کی وجہ سے صریح طلاق کہا ہے بحوالہ شامی کہا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ چونکہ محتمل یہ بھی ہے کہ یہ انتِ حرۃ کا ترجمہ ہو سکتا ہے اور اس سے بائن واقع ہوتی ہے اسلئے احتیاطاً تین دفعہ سے کم کہنے کی صورت میں نکاح جدید کر لیا جائے۔

الف — ایک اشکال یہ بھی ہے کہ اردو کے محاورہ میں یہ لفظ مرد و زن کے مابین بطور سبّ کے بھی مستعمل ہے مثلاً آوارہ کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے وہ آزاد عورت ہے۔ تو آزاد عورت ہے۔
بلا اجازت زوج گھر سے نکلنے والی کو بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ البتہ آزاد کیا میں سبّ کا معنی نہیں ہے

یہ بات بھی محل غور ہے اور معلوم ہوتی ہے کہ کسی ذمہ داری یا خدمت سے سبکدوشی کے معنی میں بولا جائے کہ میں نے تجھے آزاد کیا۔ یعنی اس ذمہ داری سے۔ اسکی نظیر یہ ہے کہ فضائل اعمال میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھوڑے کی گھاس دانہ کیلئے مدینہ سے باہر جانے کا واقعہ مذکور ہے، شیخ الحدیث صاحب نے ایک جملہ اس میں یہ تحریر فرمایا ہے «[illegible] گویا کہ بڑی قید سے آزادی مل گئی (یعنی گھوڑے کی خدمت سے)» اس جملہ میں اگرچہ لفظ قید کی تصریح ہے تاہم اس سے ایک گونہ تائید حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ اہل زبان (اردو) کی شہادت ہے۔

اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ آزاد کیا کو اس معنی میں لیا جائے کہ تجھے میرے حال پر چھوڑ دیا۔ لہٰذا یہ لفظ صریح فی الطلاق نہ ہوا

ایک بات یہ بھی ذہن میں آتی ہے کہ محاورات اردو میں آزاد اور آزادی بالعموم غلام اور غلامی کے مقابلہ میں بولے جاتے ہیں اور یہ بعینہٖ حرّ کا ترجمہ ہے اسلئے اس کا اہم معنی معتق ہے۔ اور انتِ حرۃ اور اعتقتک بالاتفاق کنایہ ہیں۔

جہاں تک سرحت کا تعلق ہے تو اس کا ترجمہ رہا کیا اور چھوڑا تو مناسب ہے لیکن آزاد کیا قدرے بعید معلوم ہوتا ہے۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے تسریح باحسان (البقرہ) کا ترجمہ چھوڑ دینا کیا ہے اور اسرحکن سراحاً جمیلاً (الاحزاب) میں رخصت کا معنی کیا ہے، یہی کچھ شیخ الہند رحمہ اللہ کے ترجمہ میں ہے اور امداد الاحکام میں اسی لفظ سرحت سے استدلال کیا ہے کہ اولاً اسی کا ترجمہ رہا کردم کیا اور رہا کردم سے آزاد کیا۔

الحاصل بندہ کے ناقص ذہن میں یہ اشکالات ہیں امید ہے کہ حل فرما دیں گے فقط

والسلام

(جواب منسلکہ ورق نمبر ۳ پر ہے) السائل رفیع الحق

۱۱ / محرم الحرام ۱۴۱۹ھ

لفظ "آزاد" سے طلاق واقع ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں تحقیقی فتویٰ

الف

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

الجواب ۷۸۶

(الف) — اردو زبان کے محاورے میں لفظ "آزاد کرنے" کے تین استعمالات ہیں:

(۱) یہ ہے کہ اس میں عدم ارادۂ طلاق کا قرینہ قائم ہوجاتا ہے۔ تو پھر آزادی کے اس لفظ میں طلاق واقع ہونے کا احتمال ہی نہیں ہوتا جیسے اپنی بیوی سے یوں کہا جائے کہ تو آزاد ہے جو چاہے کھا پی، اور میں نے اپنی بیوی کو آزاد کیا ہے وہ میرے پاس رہے یا اپنے گھر۔ اور وہ آزاد ہے جب اس کا جی چاہے آوے — ان مثالوں میں ظاہر ہے کہ آزادی کا لفظ طلاق کیلئے استعمال ہی نہیں ہوا، لہذا اس سے نہ رجعی طلاق ہوگی اور نہ بائن۔

(۲) دوسرا استعمال اس کا یہ ہے کہ اس میں طلاق کا بھی احتمال ہوتا ہے اور غیر طلاق کا بھی، لہذا اس صورت میں آزاد کرنے کا لفظ کنایات میں داخل ہے، جیسے بیوی سے یوں کہا جائے کہ میری بیوی آزاد ہے، یا تو آزاد ہے، یا وہ آزاد ہے اور وہ ہر طرح مجھ سے آزاد ہے اور تو پوری طرح آزاد ہے — ان استعمالات میں اگر شوہر کو طلاق دینے کا ارادہ ہو تو طلاق بائن واقع ہوگی، اور غصہ یا مذاکرۂ طلاق میں نیت کے بغیر بھی طلاق ہوجائیگی۔ فی الشامیة[۸]

(۳) تیسرا استعمال آزاد کرنے کا یہ ہے کہ اس میں ارادۂ طلاق پر قرینہ قائم ہوجاتا ہے، اور وضاحت کے ساتھ اس سے طلاق سمجھ میں آتی ہے، تو پھر یہ لفظ صریح ہوجاتا ہے اور اس سے ایک یا دو دفعہ میں طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور تیسری دفعہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوجاتی ہے جیسے اپنی بیوی سے کہا جائے کہ میری بیوی میرے نکاح سے آزاد ہے۔ یا میں نے اسکو اپنے نکاح سے آزاد کیا اور میں نے اسکو اپنے سے آزاد کر دیا۔

ان استعمالات میں آزاد کرنے کا لفظ نکاح سے آزاد کرنے کیلئے بالکل واضح ہے لہذا اس سے شوہر کی نیت کے بغیر طلاق واقع ہوگی اور رجعی طلاق واقع ہوگی۔

"آزادی" کے لفظ مزید تفصیل کیلئے "امداد الاحکام" جلد دوم ص ۴۱۲ تا ص ۴۱۷ اور ص ۴۱۷ تا ص ۴۲۱ اور "امداد الفتاویٰ" ص ۴۱۵ ج ۲، اور احسن الفتاویٰ ص ۲۰۲ ج ۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) — مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ "امداد المفتین" میں تحریر فرماتے ہیں۔

اصل اس باب میں یہ ہے کہ طلاق صریح یا کنایہ کا مدار محض عرف پر ہے اس کیلئے الفاظ مقرر نہیں اور جو الفاظ کتب فقہ میں مذکور ہیں وہ محض مثال کے طور پر ہیں اور ان میں عرف پر ہی مدار ہے اسی لئے جب کسی لفظ کے متعلق کسی ملک کا عرف بدل جائے گا تو حکم بھی بدل جائے گا، اسلئے علامہ شامیؒ نے باب الکنایات میں لفظ حرام کے ما تحت ایک تحقیق نفیس کے بعد یہ طے کیا ہے کہ لفظ حرام اور سرحت وغیرہ اگرچہ اصل سے کنایہ ہیں لیکن چونکہ عرب اور فارس کے عرف جدید میں یہ الفاظ عورت کے خطاب میں طلاق ہی کیلئے مخصوص ہوگئے اسلئے یہ بحکم کنایات اب محتاج نیت نہ رہے۔

[۸] وأعتقتك مثل أنت حرة كما في الفتح وفي الدر [illegible] أنت حرة ... لا يحتمل السب والرد [illegible] — بنوری

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

آزاد کرنے کے لفظ کو "تسریح" کا ترجمہ قرار دیا جائے یا "اعتاق" کا بہرصورت
یہ لفظ اگر اپنی بیوی کو نکاح سے آزاد کرنے کیلئے بولا جائے تو طلاق صریح ہو جائے گی

کما قال المفتی ظفر احمد العثمانی رحمہ اللہ

قلت: ولفظ آزاد کردن من الصریح عندی فی عرف
أهل الزمان لا يطلقونه على النساء إلا في معنى الطلاق
(راجع امداد الاحکام ص ۴۴۵ ج ۲)

غالباً حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں لوگ
آزاد کرنے کا لفظ بکثرت طلاق کیلئے استعمال نہیں کرتے تھے اور اس وقت
تک یہ لفظ طلاق کیلئے زیادہ عام نہیں ہوا تھا بظاہر یہی وجہ ہے کہ حضرت رح
نے اس لفظ کو "کنایات" میں شمار فرمایا ہے اور انکے بعد بہت سارے
علماء کرام نے "بیوی کو آزاد کردیا" کے لفظ کو طلاق صریح رجعی قرار دیا ہے
جسکی تفصیل اوپر لکھی گئی ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں سوال میں مذکورہ صورت میں بیوی
پر تین طلاقیں واقع ہوگئی ہیں اور حرمت مغلظہ ثابت ہوکر نکاح ختم ہوگیا
ہے۔ اب رجوع نہیں ہوسکتا اور حلالہ شرعی کے بغیر باہم دوبارہ نکاح بھی
نہیں ہوسکتا اور عدت طلاق پوری ہونے کے بعد مذکورہ عورت کا نکاح
کسی دوسرے شخص کے ساتھ ہو سکتا ہے۔

والدلیل علی الحصۃ الاولیٰ
فی "امداد الاحکام"

لا یخفی علی اهل العلم ان لفظ طالق وطلقتک صریح
فی الطلاق ولکن انت مطلقة بسکون الطاء من الاطلاق
فکنایة ولو صرح بانت طالق عن الوثاق او القید فانه
یصدق قضاء ودیانة فی عدم ارادة الطلاق الرافع
لقید النکاح الا اذا قرنه بعدد فلا یصدق اصلا صرح به
فی "الدر" و"الشامیة" فی باب الصریح — وهل هذا
الا لان اللفظ یختلف فی الدلالة علی معناه بحسب اختلاف
استعماله وان کان مادته واحدة فی جمیع الاستعمالات
(ص ۱۷۰ تا ص ۱۷۱ ج ۲)

والدلیل علی الحصۃ الثانیة
فی "الشامیة" ولو قال: حلال اللہ علیہ حرام،
لا حاجة الی النیة وهو الصحیح المفتی به للعرف
وانه یقع به البائن لانه المتعارف ثم فرق بینه

رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دارالعلوم کراچی

عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاوی	فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر
البائن [illegible]		وبين سرحتك فان سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فاذا قال: رها كردم أي سرحتك يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضاً، وما ذاك إلا لأنه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق، وقد مر أن الصريح ما لم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت لكن لما غلب استعمال حلال الله في البائن عند العرب، والفرس وقع به البائن، ولولا ذلك لوقع به الرجعي (ص ۲۹۹ ج ۳) والله سبحانه أعلم احقر مسیح اللہ عفی عنہ دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۲۲-۳-۱۴۱۹ھ هذا الجواب موافق لما أفتى به علماؤنا المتأخرون والله سبحانه أعلم احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ ۲۳-۳-۱۴۱۹ھ			